مجلس کی جدید صورتوں کا عقد نکاح پر اثرات: ایک شرعی و تحقیقی جائزہ

حافظ فضل حق حقانی*

محمد مشتاق احمد**

Abstract:

Modern day types of sitting (Majls) and its impact on Nikah: A Shariah and Research analysis

Marriage is considered as legal and social contract in islam between men and women; there are certain integral conditions for religiously valid Islamic marriage *(Nikaah)* in sharia. One of the conditions is that proposal *(eejaab)* and acceptance *(Qubool)* should come in one sitting(*majlis*) .it is also stipulated by the sharia scholars that witness shall also be present in the sitting of nikah. Keeping in view the aforementioned condition, validity of Nikah performed by using modern day modes of communications like mobiles phones, internet based software's, is debatable among Sharia scholars. in this paper the concept of *majlis* in sharia, especially in the context of Nikah is briefly discussed, further the modern day means of majlis is also presented and basis of difference of opinion on the issue among sharia scholars is examined. Different methods recommended by sharia scholar are also studied. It is discovered that nikah on internet performed through wakala is preferable between the suggested method.

Key words: Marriage, Sharia, Majlis, Modern means of communication

مجلس عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ (ج،ل،س) ہے، جبکہ مجلس بفتح المیم اور جلوس اس کے مصادر استعمال ہوتے ہیں۔اس کا لغوی معنی بیٹھنا ہے۔علامہ محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، الزبیدیؒ فرماتے ہیں ۔"الجلس "بفتح الجیم زمین کی سخت سطح کو بولا جاتا ہے۔اسی سے جلوس کا لفظ نکلا ہے جس کا لغوی معنی ہے زمین کی سخت سطح پر بیٹھ جانا۔اسی طرح المجلس بکسر اللام "اسمٌ لما يُجْلَسُ عَلَيْهِ"یعنی "مجلس "اور "موضع الجلوس "کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح الجلسۃ بکسر الجیم بیٹھنے والے کی ہیئت کیلئے بولا جاتا ہے۔جیسے کہ کہا جاتا ہے "فلان حسن الجلسة "اور الجلسۃ بضم الجیم بہت زیادہ بیٹھے رہنے والے شخص کیلئے بولا جاتا ہے۔جیسے کہا جاتا ہے۔فلان جلسة۔ای کثیرالجلوس۔(1)

ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں کہ المجلس بفتح اللام مصدر جبکه المجلس بکسر اللام موضع الجلوس یعنی بیٹھنے کی جگہ کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ مجلس ان ظروف مکان میں سے ہے ،جو "

*لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سوات

**چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سوات

فی "کے بغیر متعدی استعمال نہیں ہوتا(2)۔علامہ أبو العباس، أحمد بن محمد بن علی الحموی فرماتے ہیں بعض دفعہ مجلس بول کر مجازا اہل مجلس مراد لئے جاتے ہیں، جو کہ محل کو حال کا نام دینے کے قبیل سے ہے(3)۔

قرآن کریم اور تذکرہ مجلس

قرآن کریم میں اسی معنی کیلئے ایک روایت کے مطابق "المجلس" اور دوسری قراءت کے مطابق اس کی جمع" المجالس "استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ/المجلس فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (4)

کہ اے ایمان والو، جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو مجلسوں میں تو کھل جاو، اللہ کشادگی دے تم کو۔(5)

اسی طرح مکی دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی مجالس میں بیٹھنے سے منع کیا گیا تھا، کیونکہ وہ اپنی مجالس میں آیات کا تمسخر اڑاتے اور دین اسلام کا نام بے توقیری کے ساتھ لیتے تھے۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے۔﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾[6] اس آیت کریمہ میں اگرچہ مجلس کا لفظ موجود نہیں لیکن آپ علیہ السلام کو ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا گیا ہے جسے مفسرین کرام نے تفاسیر میں ذکر کیا ہے۔ جیسے علامہ سید قطب فرماتے ہیں:

"فكان هذا الأمر بألا يجلس النبي- صلى الله عليه وسلم- في مجالس المشركين متى رآهم يخوضون في آيات الله ويذكرون دينه بغير توقير"(7)

چونکہ ابتداء اسلام میں مشرکین کی مجالس میں بکثرت اسلام اور اہل اسلام کے خلاف گفت وشنید ہوتی رہتی تھی۔ اسلئے ان سے اعراض کرنے اور دور رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔

احادیث مبارکہ میں مجلس کا تذکرہ

اسی طرح متعدد احادیث مبارکہ میں لفظ مجلس اسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ارشاد نبوی ہے:

فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ۔(8)

کہ جب تمہارا راستوں میں بیٹھنا ناگزیر ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دیا کرو۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد نبوی ہے:

" خيرُ المجالِسِ أوسعُها"(9)

کہ بہترین مجالس وہ ہیں جو کشادہ ہوں۔

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"أَنَّ جِبْرِيلَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَنْ يَقُولَ : سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ۔(10)

کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلایا کہ جب وہ مجلس سے اٹھیں تو" سبحانك اللهم و بحمدک اشهد ان لا اله الا انت استغفرک و اتوب اليك"اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"ما من قوم اجتمعوا في مجلس وتفرقوا ولم يذكروا الله عز وجل- كانت ذلك المجلس عليهم حسرة إلى يوم القيامة"(11)

کہ کوئی بھی قوم کسی مجلس میں جمع ہوتے اور جدا ہوتے ہوئے اللہ کا ذکر نہ کریں تو یہ مجلس ان کیلئے باعث حسرت ہوگی۔

چنانچہ محدثین کرام نے انہی احادیث مبارکہ کے پیش نظر "باب فی سعۃ المجلس اور باب کفارۃ المجلس " جیسے عنوانات سے ابواب قائم کئے ہیں۔

فقہاء کرام اور تذکرہ مجلس

فقہاء کرام نے مختلف ابواب کے عنوانات مجلس کے نام پر قائم کیے ہیں۔جیسے کہ امام محمد نے المبسوط میں" بَاب الْيَمين فِي مجَالِس مُخْتَلفَة(12)"کے نام سے باب قائم کیاہے۔علامہ قرافی نے ایک باب کو" خِيَارُ الْمَجْلِسِ(13) "کے نام سے موسوم کیاہے۔علامہ نووی نے"باب خيار المجلس(14)"کے نام سے باب قائم کیاہے۔امام احمد بن حنبل کے شاگرد ابو الفضل صالح نے" حكم خِيَار الْمجْلس(15)"اسی طرح یوسف بن موسی نے"باب فی خيارالمجلس اورباب فی استحقاق المجلس[16]"کے نام سے دو ابواب قائم کئے ہیں۔علامہ عینی نے" تكرار تلاوة سجدة التلاوة في المجلس الواحد[17]"کے نام سے باب قائم کیاہے۔اسی طرح فقہاء کرام خرید و فروخت کے ابواب کے تحت" خیار "کے ضمن میں مجلس کا تفصیلی طور پر تذکرہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ خیار کا برقرار رہنا یا ختم ہونا ایک حکم ہے ،جس کی بنیاد مجلس کے برقرار رہنے یا ختم ہونے پر ہے۔ اس بحث کی بنیاد ایک حدیث پاک" البَيِّعَانِ بالخِيار ما لم يتفرّقا "ہے۔کہ متعاقدین کو بیع کے بعد جب تک وہ علیحدہ نہ ہوں بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس علیحد گی سے کیا مراد ہے؟ آیا جسمانی طور پر جدا ہو جائیں یا پھر اقوال اور موضوع کے بدلنے سے علیحد گی متحقق ہو جائے گی؟ اس بارے میں تفصیل پائی جاتی ہے۔ امام شافعی اور احمد بن حنبل کے ہاں" تفرق بالابدان " یعنی جسمانی علیحد گی مراد ہے۔ جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی عبد اللہ بن عمر ہیں،انہوں نے اس کی تفسیر عملی طور پر جسمانی علیحد گی کے ساتھ پیش کی ہے۔ان کا معمول یہ تھا کہ جب وہ کسی کے

ساتھ بیع کرتے ،اور اسے نافذ کرنا چاہتے تو چند قدم لے کر مشتری سے جدا ہو جاتے[18]۔دوسری دلیل یہ ہے کہ جب لوگوں کے سامنے مطلقا" تفرق الناس " بولا جائے تو عرف میں اس سے مراد جسمانی علیحدگی لی جاتی ہے کیونکہ اقوال کی علیحدگی مراد لینے کیلئے" تفرق الناس فی الکلام او الرائ " کی قید لگائی جاتی ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ ابو موسی النحوی نے ابوالعباس احمد بن یحی سے پوچھا۔کیا یتفرقان اور یفترقان میں فرق ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ، دونوں میں فرق یہ ہے کہ افتراق بالکلام ہوا کرتا ہے جبکہ تفرق بالابدان ہوا کرتا ہے[19]۔ اور جسمانی علیحدگی کی حد لوگوں کے عرف اور عادات کے ذریعے متعین کی جائے گی،اور اس مکان اور جگہ کا اعتبار کیا جائے گا ،جس میں عقد طے پاتا ہے،اگر وہ کوئی کسی گھر میں ہیں ۔ تو ایک کے گھر سے نکل جانے سے تفرق متحقق ہو گا ۔اگر وہ کسی وسیع گھر میں ہیں ،تو ایک شخص وہاں سے چل کر اپنے کمرے میں آجائے تو علیحدگی ہو گی۔اسی طرح اگر وہ بازار یادکان میں ہوں تو ایک ساتھی دوسرے سے رخ پھیر لے اور کچھ قدم لے لے تو تفرق متحقق ہو گا[20]۔لہذا امام شافعی اور احمد بن حنبل کے ہاں متعاقدین کے درمیان عقد بیع وشراء مکمل ہونے کے بعد جب تک ان کے درمیان جسمانی علیحدگی نہ آئی ہو ،خیار شرط برقرار رہتا ہے۔ کیونکہ یہ اختیار نص سے ثابت ہے لہذا وہ اس کا تذکرہ کریں یا نفی کریں بہر صورت وہ برقرار رہے گا۔ البتہ احمد بن حنبل کے ہاں متعاقدین ایجاب و قبول سے پہلے اس خیار کی خود نفی کریں تو یہ ختم ہو جائے گا ،جبکہ شوافع کے ہاں پھر بھی ختم نہیں ہو گا۔کیونکہ یہ منصوص ہے۔ اور اس مجلس عقد میں زمانے کی کوئی قید نہیں جب تک وہ بیٹھے ہوں ان کے پاس عقد ختم کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ اور مجلس برقرار متصور ہو گی ۔ حنابلہؒ کا بھی یہ مذہب ہے ،البتہ ایک فرق یہ ہے کہ ان کے ہاں اسی مجلس میں کوئی ایک مر جائے تو مجلس بھی ختم سمجھی جائے گی۔جبکہ شوافع کے ہاں یہ خیار ان کے ورثاء کو منتقل ہو جائے گا۔ فقہاءاحناف کے ہاں علیحدگی سے مراد" تفرق بالاقوال " ہے۔ چنانچہ اگر متعاقدین کا ایجاب و قبول کرنے کے بعد موضوع کلام بدل جائے ،تو مجلس بھی بدل جائے گی۔لہذا احناف کے ہاں متعاقدین کیلئے "خیار " ان کے ما بین علیحدگی سے نہیں بلکہ موضوع بدلنے سے ختم ہو جائے گا بے شک وہ اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوں۔ جسے یہ خیار قول کہتے ہیں۔ جو خود بخود ثابت ہوتا ہے ،متعاقدین کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور حدیث کا محمل بھی یہی ہے۔

لہذا اگر متعاقدین مجلس عقد میں بغیر تذکرہ خیار شرط کے عقد کر لیں تو اب اسے ختم کرنے کا اختیار ان کے پاس نہیں رہتا ۔چاہئے وہ مجلس میں بیٹھے ہوں یا اسے بر خاست کی ہو۔ مالکیہ کے ہاں ، خیار

مجلس سرے سے ہے نہیں ،بلکہ خیار شرط اور خیار عیب ثابت ہیں۔جہاں تک حدیث ہذا کا تعلق ہے ۔یہ اگرچہ صحیح ہے لیکن تعامل اہل مدینہ کے خلاف ہے۔ اور تعامل متواتر کے حکم میں ہونے کی وجہ سے مقدم ہے۔(21)

اسی طرح فقہاء نے آداب القاضی کے تحت مجلس قضاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔کہ قاضی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ مجلس قضاء کے دوران کسی سے مشورہ ،سرگوشی یا خرید وفروخت کرے ،کیونکہ مشورہ وسرگوشی کی وجہ سے فریقین میں سے کسی ایک کی طرف میلان کا شک پیدا ہوسکتا ہے۔جس کی بناء پر فریق ثانی سوء ظن کا شکار ہو سکتا ہے۔ایسے ہی خرید وفروخت ایک ادنی اور دنیاوی کام ہے۔جو مجلس قضاء کے شایان شان نہیں۔(22)

اسی طرح امام اور مقتدی کے درمیان یا دو مقتدیوں کے درمیان اتصال صفوف کیلئے ضروری فاصلہ سے بھی مجلس اور مکان کا اتحاد معلوم کیا جا سکتا ہے۔ علامہ کا سانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔اگرامام کھلی جگہ میں کھڑا ہو تو اس کے پیچھے مقتدی دو صفوں کی مقدار فاصلہ پر اقتدا کریں تو اختلاف مجلس واختلاف مکان واقع ہوجانے سے نماز درست نہیں ہوگی۔کیونکہ اس کی مثال شارع عام یا بڑی نہر کی بن جائے گی۔ شارع عام کی تحدید یہ ہے کہ اس میں گھوڑے اور اونٹ چل سکتے ہوں۔اور نہر عظیم سے مراد وہ نہر جس میں کشتیاں چلتی ہوں ۔جبکہ ان سے کم مقدار کے فاصلے کو عرف میں مکان مختلف نہیں سمجھا جاتا۔(23)

شریعت میں عقد نکاح کا تصور

اس تفصیل کے بعد بنیادی موضوع عقد نکاح پر بحث شروع کی جاتی ہے۔ چنانچہ نکاح کی لغوی تعریف یوں کی جاتی ہے۔" الوطء والجمع بين الشيئين وقد يطلق على العقد[24]" ہمبستری کرنا،دوچیزوں کو اکٹھا کرنا اور عقد کرنا ہے۔جبکہ اس کی اصطلاحی تعریف یوں کی جاتی ہے "هو عقد يرد على تمليك منفعة البضع قصدًا(25)"ایسا عقد جس کے ذریعے بالارادہ منفعت بضع کی تملیک حاصل ہوجائے۔ مذاہب اربعہ میں نکاح کے دوارکان ایجاب اور قبول متفق علیہ ہیں۔ جبکہ حنفیہ کے علاوہ باقی مذاہب میں ایجاب وقبول سمیت تین ارکان اور ہیں۔ا۔ نکاح کرنے والا مرد ۲۔ نکاح کرنے والی عورت ۳۔ متعاقدین کے ولی۔اس کے علاوہ نکاح کی تین شروط ہیں۔ا۔رضامندی ۲۔ گواہ ۳۔ مہر۔ان سب کے اوپر نکاح موقوف ہے۔البتہ کسی بھی چیز کارکن اس کی حقیقت وماہیت میں داخل ہوتا ہے جبکہ شرط اس کی حقیقت وماہیت سے خارج ہوتا ہے۔(26) ایجاب وقبول کے انعقاد کیلئے اتحادِ مجلس ضروری ہے،اس طور پر کہ

عاقدین میں سے ایک ایجاب کرے اور دوسرا اسی مجلس میں متصلا اسے قبول کرے۔ البتہ اس دوران اگر وہ اٹھ جائے یا کسی ایسے عمل میں مشغول ہو جائے کہ دونوں کے درمیان ربط ٹوٹ جائے ،اور دوسرے کا التفات پہلے والے کی بات کی طرف نہ رہے تو اختلاف مجلس واقع ہو جائے گا ،کیونکہ ایجاب و قبول کے انعقاد سے مراد ان دونوں کا ایک دوسرے کیساتھ مربوط اور متصل واقع ہونا ہے۔لہذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جگہ پر بیک وقت واقع ہوں۔

نکاح میں اتحاد مجلس کی اہمیت

ابن عابدین،شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ایجاب و قبول کی شرائط میں سے اتحاد مجلس بھی ہے۔اگر مجلس مختلف ہو جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔پس ایک شخص نے مجلس میں ایجاب کیا،اور دوسرا وہاں سے اٹھ گیا ،یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا تو نکاح باطل ہو جائے گا۔کیونکہ ایجاب و قبول کے مابین ارتباط اتحاد زمانی سمیت پایا جانا چاہئے۔اور اس کی حد متعین کرنے کیلئے "اتحاد مجلس"کو اس کا نائب مقرر کیا گیا ہے ۔گویا ایجاب و قبول کے ایک ساتھ ہونے کی ظاہری علامت یہ ہے کہ وہ ایک ہی مجلس میں واقع ہوں،البتہ ایجاب کے فورابعد قبول کرنا کوئی ضروری نہیں۔اسی لئے اگر متعاقدین چلتے ہوئے ،یا سواری پر بیٹھ کر کوئی عقد کریں،تو وہ درست نہیں،کیونکہ یہاں مجلس ایک نہیں رہتی،البتہ اگر ایک ہی کشتی پر بیٹھ کر عقد کریں تو درست ہوگا،کیونکہ کشتی بمنزل ایک مکان کے ہے۔ یہ ساری صورتیں براہ راست،خطاب کی ہیں۔ اگر ایک شخص نے ایجاب لکھ دیا اور پھر وہ خط دوسرے کو پہنچا دیا گیا ،اور اس نے دوسری مجلس میں سن کر قبول کر لیا تو نکاح ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ اس شخص کے سامنے لکھے ہوئے ایجاب کو" پڑھنا " خطاب کرنے کے قائم مقام ہے۔ لیکن سنتے ہی اسی مجلس میں قبول کرنے سے ہی اتحاد مجلس پایا جائے گا۔ البتہ اگر پیغام نکاح پہنچانے والا کوئی قاصد ہو ،اور اسے سن کر عورت ایک مجلس میں انکار کر لے اور دوسری مجلس میں قبول کرے تو اسے کافی نہیں سمجھا جائے گا۔(27)

فتاوی ہندیہ میں مزید اس کی تفصیل ملتی ہے کہ جب ایک مرد نے قاصد کے ذریعے زبانی پیغام بھیجا یا اس کے ہاتھ خط بھیجا،اس عورت نے دو گوواہوں کے سامنے قبول کیا تو یہ نکاح درست ہوگا کیونکہ یہاں ایجاب اور قبول معنوی طور پر ایک ہی مجلس میں واقع ہو گئے ہیں،اور اگر انہوں نے قاصد کا پیغام یا خط وکتابت کی قراءت نہ سنی تو یہ جائز نہیں(28)۔

اب سوال یہ ہے کہ عقد نکاح میں مجلس کی جدید صورتیں کون کونسی ہیں؟ ان صورتوں کی ساخت اور ہیئت میں فنی طور پر کیا فرق پایا جاتا ہے؟ ہر ایک میں" اتحاد مجلس " اور افتراق کا کیا تصور ہے؟ اور اتحاد مجلس اور افتراق کا نکاح کی صحت پر کیا اثر ہے؟ نیز اس کی تصحیح کی ممکنہ صورتیں ،عصر حاضر میں کیا کیا ہو سکتی ہیں؟ اتحاد مجلس سے مراد اتحادمکانی ہے یا اتحاد زمانی ہے؟ کیا اتحاد مجلس کی جائز صورتوں کی نظیر فقہاء کی عبارات میں ملتی ہے ؟ مقالہ ہذا میں انہی سوالات کو اہداف بناکر جواب تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

مجلس کی جدید صورتوں میں ایک موبائل فون پر عقد نکاح کرنا ہے۔ جس کے ذریعے لوگ میلوں دور بیٹھے ایک دوسروں سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ اگرچہ موبائل فون پر ہمکلام ہوتے وقت دو افراد کے درمیان عموماًاتحاد مکانی نہیں پایا جاتا وگرنہ وہ فون کے بغیر ہی آپس میں گفتگو کرتے البتہ اتحاد زمانی پایا جاتا ہے کہ وہ بیک وقت ایک دوسروں کو سنتے بھی ہیں اور گفت و شنید بھی کرتے ہیں۔ تو کیا موبائل فون پر نکاح کیا جا سکتا ہے؟ اس سے قبل کہ اس پر"اتحاد مجلس" کے پائے جانے یا نہ پائے جانے کا جائزہ لیا جائے ، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ہیئت ترکیبی پر بات کی جائے۔

موبائل فون کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

A telephone with access to a cellular radio system, so it can be used over a wide area without a physical connection to a network(29).

موبائل فون دور سے سننے کا ایک ایسا آلہ ہے جو موبائل ریڈیو نظام سے کسی مادی کنکشن کے بغیر مل کر وسیع علاقے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موبائل فون پر گفتگو کرنے اور سننے والے شعاعوں اور برقی آلات کےتوسط سے ایک دوسرے سے رابطے میں ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص موبائل فون کے ذریعے کسی متعلقہ آدمی کا نمبر ملاتاہے تو ٹرانسمیشن ،اس متعلقہ نیٹ ورک کے ٹاور کی طرف بھیج دی جاتی ہے۔پھر لینڈ لائن کے انتظام میں منتقل ہو کر،متعلقہ شخص کے ٹاور کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ اگر موبائل سے لینڈ لائن پرفون کرنا ہو تو ٹرانسمیشن موبائل فون کے نیٹ ورک کی طرف منتقل ہو کر لینڈ لائن کے سسٹم کی طرف منتقل ہوگی۔ لینڈ لائن دور سے دو خبر دینے والے آلات کے درمیان ایک مادی کنکشن ہوتا ہے۔ یہ اصطلاح وائرلیس فون سے ممتاز کرنے کیلئے اکثر ٹیلی فون کیلئے استعمال ہوتی ہے۔جو سگنل کو ٹاورز کے ایک سلسلہ کے ذریعے منتقل کرتا ہے(30)۔ٹیلی فون کی تین اقسام ہیں۔

ا۔ وہ ٹیلی فون سیٹ جس سے صرف ایک آدمی آواز سن سکتا ہے۔

۲۔ وہ ٹیلی فون سیٹ جن کے ذریعے بات کرنے والوں کی آواز حاضرین مجلس بھی سن سکتے ہیں۔

۳۔ وہ ٹیلی فون سیٹ جن کے ذریعے بات کرنے والے آواز کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی تصویر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اس میں پہلی قسم پر بالاتفاق کسی کے ہاں بھی نکاح منعقد نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں گواہ نہیں پائے جاسکتے۔ البتہ باقی دو صورتوں کے بارے میں مختلف آراء ذکر کئے جائیں گے۔ چنانچہ پہلی قسم میں صرف بات کرنے والے ہی ایک دوسروں کی آواز سن سکتے ہیں، تو اس کے ذریعے وہ ایک دوسرں کی ایجاب و قبول تو سن سکتے ہیں، گواہ نہیں سن سکتے۔ جبکہ گواہوں کا سننا لازمی اور ضروری ہے۔ جیسے کہ حدیث میں آتا ہے "لا نكاح الا بولي وشاهدي عدل[31]" کہ نکاح ولی کی اجازت اور دو گواہوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس صورت میں تو گواہ یا مجیب کی طرف ہوں گے یا قبول کرنے والے کی طرف ۔ بہر صورت دوسری طرف کا کلام نہیں سن سکتے۔ اسلئے یہ طے ہے کہ اگر ٹیلی فون پر نکاح جائز ہو بھی تو ایسے ٹیلی فون پر جائز ہوگا، جس میں لاوڈ سپیکر ہو اور اسے دونوں طرف سے سنا جاسکے۔ چنانچہ اوپر بیان کردہ ٹیلی فون کی پہلی قسم میں ایجاب و قبول کا سننا ممکن نہیں۔ البتہ آخری دو صورتوں میں گواہ ان کے ایجاب و قبول کو بھی سن سکتے ہیں۔ لہذا ان دونوں میں فنی طور پر یہ فرق پایا جاتا ہے۔ ٹیلی فون کے علاوہ بذریعہ انٹرنیٹ (سکائپ، میسینجر، آئی۔ ایم۔ او وغیرہ) پر فون کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بذریعہ ٹیکسٹ میسیج کے بھی پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔

معاصر علماء کرام جو جواز کے قائل ہیں

جدید آلات سماع کے ذریعہ نکاح کے انعقاد کے قائلین میں علامہ وہبہ زحیلی، شیخ مصطفی الزرقاوی اور محمد عقلہ ہیں(32)۔

دلائل

پہلی دلیل۔ آلات جدیدہ کے ذریعے نکاح فقہاء متقدمین کے دور میں نہیں تھا، کیونکہ یہ بیسویں صدی کے اواخر کی ایجاد کردہ ہے۔ البتہ کچھ فقہاء نے فقہ النوازل کے طور پر اس کی فرضی صورت پیش کی ہے۔ جس کی وجہ سے بآسانی جدید مواصلات کے ذریعے نکاح کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ جیسے علامہ نووی فرماتے ہیں۔ کہ اگر متعاقدین دور دور ہوں ،اس طور پر کہ صرف ایک دوسروں کی آواز سن سکتے ہوں چاہئے ایک دوسروں کو نظر آتے ہوں یا نہیں، اگر وہ عقد کریں تو بالاتفاق صحیح ہوگا۔ جیسے کہ وہ فرماتے ہیں۔ "لَوْ تَنَادَيَا وَهُمَا مُتَبَاعِدَانِ وَتَبَايَعَا صَحَّ الْبَيْعُ بِلَا خِلَافٍ[33]" چنانچہ یہاں متعاقدین جسمانی طور پر اکٹھے موجود نہیں کہ اسے اتحاد مجلس کا نام دیا جاسکے، لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسروں کی آواز

سن سکتے ہیں۔ بلکہ آواز سننے کے بعد اسے پہچان بھی سکتے ہیں کہ یہ فلاں کی آواز ہے۔تو ان کا عقد درست ہو گا۔ اس قدر ایجاب وقبول تو بیع اور نکاح میں مشترک ہے۔ اس کے علاوہ نکاح میں گواہوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور وہ بھی دونوں کی آواز سن سکیں تو تب نکاح کی بھی جملہ شروط پائی جائیں گی۔ لہذا اس عبارت کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔

دوسری دلیل۔ فقہاء کرام نے ایجاب وقبول کیلئے الفاظ کے علاوہ کئی ایسے وسائل کا ذکر کیا ہے کہ جن سے نکاح منعقد ہو سکتا ہے۔ جو کہ اشارہ، کتابۃ اور رسالۃ یا سفارت کی صورت میں ہیں۔ اشارہ گونگے کیلئے قابل عمل ہے۔ جبکہ کتابت اور سفارت اصولی طور پر مذاہب اربعہ میں معتبر ہیں۔ اگرچہ تفصیلی شروط میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ جیسے کہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔" النِّكَاحُ كَمَا يَنْعَقِدُ بِهَذِهِ الْأَلْفَاظِ بِطَرِيقِ الْأَصَالَةِ يَنْعَقِدُ بِهَا بِطَرِيقِ النِّيَابَةِ، بِالْوَكَالَةِ، وَالرِّسَالَةِ؛ و بِالْإِشَارَةِ مِنْ الْأَخْرَسِ إذَا كَانَتْ إشَارَتُهُ مَعْلُومَةً وبِالْكِتَابَةِ؛ لِأَنَّ الْكِتَابَ مِنْ الْغَائِبِ خِطَابُهُ(34) "۔ چنانچہ جدید صورتوں میں ٹیکسٹ میسیج کے ذریعے نکاح نکاح بالکتابۃ کے مشابہہ ہے۔

تیسری دلیل

ایجاب وقبول کے انعقاد کیلئے فقہاء نے اتحاد مجلس کی دو اقسام ذکر کئے ہیں۔ ا۔ اتحاد حقیقی اور اتحاد حکمی۔ اتحاد حقیقی میں متعاقدین کا ایک جگہ ہونا ضروری ہے۔ الگ ہونے کی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہو گا۔۔ جیسے کہ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں-" وَصُورَةُ اخْتِلَافِ الْمَجْلِسِ أَنْ يُوجِبَ أَحَدُهُمَا فَيَقُومَ الْآخَرُ قَبْلَ الْقَبُولِ أَوْ يَكُونَ قَدْ اشْتَغَلَ بِعَمَلٍ آخَرَ، يُوجِبُ اخْتِلَافَ الْمَجْلِسِ، ثُمَّ قِيلَ لَا يَنْعَقِدُ لِأَنَّ الِانْعِقَادَ هُوَ ارْتِبَاطُ أَحَدِ الْكَلَامَيْنِ بِالْآخَرِ وَبِاخْتِلَافِ الْمَجْلِسِ يَتَفَرَّقَانِ حَقِيقَةً وَحُكْمًا، فَلَوْ عَقَدَا وَهُمَا يَمْشِيَانِ أَوْ يَسِيرَانِ عَلَى الدَّابَّةِ لَا يَجُوزُ، وَإِنْ كَانَا فِي سَفِينَةٍ سَائِرَةٍ جَازَ(35)"

اس عبارت کی رو سے ایجاب وقبول کیلئے ایک ہی مجلس کا ہونا ضروری ہے۔ اور بیچ میں کوئی دوسرا عمل بھی حائل نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اگر متعاقدین چلتے ہوئے ایجاب وقبول کریں یا دونوں ایک ہی سواری پر بیٹھے ایجاب وقبول کریں تو یہ عقد درست نہیں ہو گا، کیونکہ اس میں مجلس کی صورت برقرار نہیں رہتی۔ البتہ اگر ایک ہی کشتی پر دونوں بیٹھے ہوں تو عقد درست سمجھا جائے گا کیونکہ یہ بمنزلہ ایک مکان کے ہے۔ اسی طرح اتحاد مجلس کی دوسری لازمی شرط ایجاب وقبول کے درمیان کوئی اور عمل حائل نہ ہو کہ جو قبول کرنے والے کی عدم دلچسپی ظاہر کرے جیسے متعاقدین میں سے کوئی ایک اگر ایجاب کرے اور دوسرا کوئی ایسا عمل کرے جسے سابقہ ایجاب سے اعراض سمجھا جائے تو بھی اتحاد مجلس برقرار نہ رہے گی۔ اس کے بارے علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں۔

حَتَّى لَوْ اخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ بِأَنْ كَانَا حَاضِرَيْنِ فَأَوْجَبَ أَحَدُهُمَا فَقَامَ الْآخَرُ عَنْ الْمَجْلِسِ قَبْلَ الْقَبُولِ أَوْ اشْتَغَلَ بِعَمَلٍ يُوجِبُ اخْتِلَافَ الْمَجْلِسِ لَا يَنْعَقِدُ (36)"

چنانچہ، اتحاد مجلس کے بر قرار رہنے کیلئے دو باتیں لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ ایجاب وقبول دونوں اسی مجلس میں طے پائیں جہاں متعاقدین جسمانی طور پر اکٹھے موجود ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے درمیان بیچ میں کوئی دوسرا عمل حائل نہیں ہونا چاہئے۔ ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو اتحاد حقیقی بر قرار نہیں رہے گا۔ دوسری قسم اتحاد حکمی کہ ہے۔ اس میں متعاقدین کا اکٹھا ہونا ضروری نہیں بلکہ مجیب کسی سفیر کے زبانی پیغام بھیجے یا خط بھیج دے۔ پس دوسرا فرد اس پیغام کو سن کر قبول کرے یا قاصد فریق ثانی کی مجلس میں دو گواہوں کے سامنے پڑھ کر سنادے، یا فریق ثانی خود پڑھ کر اس میں موجود ایجاب کو قبول کرلے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسے اتحاد حکمی کہا جاتا ہے۔ جیسے ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

" وَمُقْتَضَاهُ أَنَّ قِرَاءَةَ الْكِتَابِ فِي مَجْلِسٍ آخَرَ لَا بُدَّ مِنْهَا لِيَحْصُلَ الِاتِّصَالُ بَيْنَ الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ، وَحِينَئِذٍ فَاتِّحَادُ الْمَجْلِسِ شَرْطٌ فِي الْكِتَابِ أَيْضًا، وَإِنَّمَا الْفَرْقُ هُوَ الْكِتَابُ، وَإِمْكَانُ قِرَاءَتِهِ ثَانِيًا، فَلَوْ حَذَفَ قَوْلَهُ حَاضِرِينَ كَالنَّهْرِ لَكَانَ أَوْلَى وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَوْ كَانَ مَكَانَ الْكِتَابِ رَسُولٌ بِالْإِيجَابِ فَلَمْ تَقْبَلْ الْمَرْأَةُ ثُمَّ أَعَادَ الرَّسُولُ الْإِيجَابَ فِي مَجْلِسٍ آخَرَ فَقَبِلَتْ لَمْ يَصِحَّ؛ لِأَنَّ رِسَالَتَهُ انْتَهَتْ أَوَّلًا بِخِلَافِ الْكِتَابَةِ؛ لِبَقَائِهَا "(37)

اگر ایک شخص نے ایجاب لکھ دیا اور پھر وہ خط دوسرے کو پہنچا دیا گیا، اور اس نے دوسری مجلس میں سن کر قبول کر لیا تو نکاح ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ اس شخص کے سامنے لکھے ہوئے ایجاب کو پڑھنا خطاب کرنے کے قائم مقام ہے۔ لیکن سنتے ہی اسی مجلس میں قبول کرنے سے ہی اتحاد مجلس پایا جائے گا۔ چنانچہ موبائل فون کے ذریعے پیغام پہنچانے کو خط پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ بظاہر دونوں میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ اور دونوں میں اتحاد مجلس حقیقی تو نہیں پایا جاتا، بلکہ حکمی پایا جاتا ہے۔ اسلئے کہ فون پر بات کرنے میں "اتحاد مجلس" حقیقتا تو نہیں پایا جاتا البتہ حکما اتحاد پایا جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں ایک مجلس میں موجود نہیں ہے۔ لہذا جس طرح ایک کا پیغام بذریعہ خط وکتابت دوسرے تک پہنچتا ہے۔ اور وہ جائز قرار پاتا ہے اسی طرح بذریعہ فون ایجاب وقبول کو اتحاد حکمی کے طور پر درست قرار دیا جاسکتا ہے۔

عدم جواز کے قائل علماء کرام

البتہ بعض معاصر علماء کے نزدیک ٹیلیفون پر نکاح نہیں ہوتا، اس لئے کہ ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا ضروری ہے جو ٹیلیفون میں مفقود ہے، نیز جب اس کا آسان متبادل کہ ٹیلیفون پر لڑکی کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنادے

اور پھر وہ کیل لڑکے اور گواہوں کی موجودگی میں اس کا نکاح اس لڑکے ساتھ کر دے موجود ہے تو پھر مختلف فیہ رائے لینے کی ضرورت نہیں، اور احتیاط والے رائے پر عمل ہی مناسب ہے، لہذا ان کی نظر میں فون پر نکاح خلاف اولی ہے اور اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی رائے یہ ہے کہ یہ نکاح سرے سے جائز ہی نہیں۔

دلائل

پہلی دلیل

فون پر ایجاب وقبول کرتے ہوئے اتحاد مجلس نہیں ہوتی۔ جو کہ بنیادی شرط ہے۔ لہذا اس شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اگر فون پر نکاح کرنا ناگزیر ہو تو اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مجیب کسی شخص کو اپنی طرف سے وکیل بنادے۔ وہ مجلس میں جاکر وکالت کرتے ہوئے ایجاب کرے اور دوسرا اسے قبول کرے تو نکاح درست ہوگا۔ جب اس نعم البدل پر عمل کرنا ممکن ہے تو اسے اختیار کرنا چاہئے۔

دوسری دلیل

فون اور دوسری آلات جدیدہ پر ایجاب وقبول کرتے ہوئے متعاقدین کی ذات کے متعلق جہالت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی آواز کے مشابہہ کوئی اور آواز بھی تو ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ عرب کا مشہور مقولہ ہے "النغمة تشبه النغمة[38]" کہ آواز دوسرے اواز کے مشابہہ ہوا کرتی ہے۔ اور یہ شبہ ٹیکسٹ میسیج میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس طور پر کہ نہ تو اس میں اتحاد مجلس پائی جاتی ہے اور نہ ہی جہالت سے یہ صورت خالی ہے۔ کیونکہ اس میں خط کے اندر بھی مشابہت پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ مشہور ہے۔ "الخط يشبه الخط[39]" کہ ایک خط دوسرے خط کے مشابہہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے جہالت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس بات قوی امکان پایا جاتا ہے کہ ایجاب اور قبول کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہو؟ اس زمانے میں آواز میں دھوکہ دہی، ایک دوسروں کی نقل اتارنے ایڈیٹنگ وغیرہ بہت عام ہے۔ اور نکاح کے اندر دوسرے عقود کے معاملے میں زیادہ احتیاط کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ لوگوں کی عزتوں اور شرمگاہوں کی حفاظت ممکن بنائی جاسکے۔ جو مقاصد شریعہ میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اور اہل ہوس کو لوگوں کی عزتوں کے ساتھ کھیلنے کی نوبت ہی نہ آئے(40)۔ اسی لئے فقہاء نے ایجاب وقبول کیلئے اتحاد حقیقی کو لازمی قرار دیا ہے کہ متعاقدین کی شخصیت کے متعلق جہالت کا نہ پایا جائے۔ یعنی ایجاب وقبول کرنے والے کا متعین ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں۔

وَلَا بُدَّ مِنْ تَمْيِيزِ الْمَنْكُوحَةِ عِنْدَ الشَّاهِدَيْنِ لِتَنْتَفِي الْجَهَالَةُ، فَإِنْ كَانَتْ حَاضِرَةً مُنْتَقِبَةً كَفَى الْإِشَارَةُ إلَيْهَا وَالِاحْتِيَاطُ كَشْفُ وَجْهِهَا، فَإِنْ لَمْ يَرَوْا شَخْصًا وَسَمِعُوا كَلَامَهَا مِنْ الْبَيْتِ، إنْ كَانَتْ وَحْدَهَا فِيهِ جَازَ، وَلَوْ مَعَهَا أُخْرَى فَلَا لِعَدَمِ زَوَالِ الْجَهَالَةِ (41)

اور اس کی وضاحت یوں کی جاتی ہے جس عورت کا نکاح منعقد کیا جارہا ہو اسے گواہوں کے سامنے ممتاز یعنی الگ طور پر پیش کرنا چاہئے اس طور پر کہ اگر عورت سامنے موجود ہو اور نقاب میں ہو تو اس کی طرف اشارہ کافی ہے۔ بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اس کا چہرہ کھول دیا جائے تا کہ نظر آئے۔ اگر گواہ اسے دیکھ نہ سکتے ہوں، بلکہ صرف اس کا کلام سن سکتے ہوں اس طور پر کہ وہ گھر کے اندر ہو اور وہ اقرار کرے تو جواز کی صورت یہ ہے کہ وہ گھر میں اکیلی ہو، اگر کوئی دوسری عورت اس کے ساتھ گھر میں ہو تو نکاح درست نہیں، کیونکہ اس صورت میں جہالت پائی جاتی ہے کہ کس نے قبول کیا ہے؟ چنانچہ اس جہالت کو بھی دور کرنے کیلئے اتحاد حقیقی ضروری ہے۔

تیسری دلیل

نکاح بہ مقابلہ دوسرے عقود کے زیادہ نازک ہے۔ کیونکہ اس میں عبادت کا پہلو بھی ہے، اور گواہان کی شرط بھی ہے۔ اسلئے انٹرنیٹ، ویڈیو کانفرسنگ اور فون پر براہ راست نکاح کا ایجاب و قبول معتبر نہیں کیونکہ اس سے اہل ہوا و ہوس کی خواہشات کی تکمیل کا دروازہ کھلتا ہے (42)۔

چوتھی دلیل

ٹیلی فون پر نکاح کو بذریعہ خط کے نکاح پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ دونوں مختلف ہیں۔

پہلا فرق یہ ہے کہ خط میں ایجاب کا پیغام قبول کرنے والے کی مجلس میں دوبارہ پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد قبول ہوتا ہے۔ یعنی ایجاب و قبول دونوں ایک ہی مجلس میں واقع ہوتے ہیں۔ اور یہ ایجاب اسی گزشتہ ایجاب کا تسلسل تصور کیا جاتا ہے، جسے خط میں لکھا گیا ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ٹیلی فون میں ایجاب و قبول کے درمیان اتصال نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ دونوں کی مجالس جدا جدا ہوتی ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ خط میں قبول کرنے والے کے پاس دوبارہ، سہ بارہ غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جبکہ ٹیلی فون میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایجاب الفاظ کی صورت میں ہوتا ہے اور وہ ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ البتہ بذریعہ خط یا سفیر کے جو ایجاب کیا جاتا ہے اسے قبول کرنے والے کی مجلس میں اتنی اونچی آواز میں پڑھنا لازمی ہے کہ اسے دو گواہ سن سکیں۔

علامہ یوسف القرضاوی رحمہ اللہ سے اس سلسلے میں دو اقوال منقول ہیں۔ ایک قول کے مطابق اگرچہ نکاح کے تمام شرائط مثلاً گواہوں، سرپرستوں کی موجودگی، ایجاب و قبول اور مہر سمیت سب شرائط کو پورا کر دیا جائے، ان کے ہاں پھر بھی انٹرنیٹ، ای میل، موبائل فون اور ایس ایم ایس وغیرہ کے ذریعے کیا جانے والا عقد نکاح شرعی نقطہ نظر سے قابل قبول نہیں اور ان کے ہاں یہی حکم طلاق کا بھی ہے۔

اس قول کے مطابق عدم انعقاد کی وجہ عقد نکاح کی تقدیس کو بر قرار رکھنا ہے۔ نیز عدم انعقاد میں اس عقد کا تحفظ بھی ہے کیونکہ جدید سافٹ وئرز کے ذریعہ کسی کے لیپ ٹاپ اور کمپیوٹر کو ہیک کرکے اس سے اپنے مرضی کے مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح کسی کے ای میل یا موبائل فون کو بھی ہیک کیا جا سکتا ہے جس سے اپنی مرضی کے ای میل یا ایس ایم ایس کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر ذرائع سے بھی پاس ورڈ کا حصول ممکن ہے۔ جس کے بعد طلاق کے الفاظ پر مشتمل کوئی بھی پیغام بھیجنا ممکن ہے۔ اس لئے ان ذرائع سے کئے جانے والے عقد نکاح اور طلاق کو شرعا منعقد نہیں کہا جائے گا تاکہ عقد نکاح اور طلاق کی تقدیس اور ہیبت دلوں میں باقی رہے اور ذکر شدہ صورتوں کی وجہ سے جو پیچیدگیاں ممکن ہیں ان سے بھی بچا جاسکے۔ نیز اس تشدید کی وجہ سے زوجین اور ان سے متعلقہ افراد کے دلوں میں اس عقد کی اہمیت بھی قائم رکھنا ضروری ہے کہ اس عقد کا قائم کرنا اتنا آسان نہیں اور نہ ہی اس عقد کا اختتام اتنا ہلکا ہے کہ اس کو لہو لعب سمجھ لیا جائے(43)۔

علامہ قرضاوی رحمہ اللہ سے عقد نکاح کے حوالے سے ایک اور قول بھی منقول ہے جس میں وہ زوجین کے مکمل تعارف اور جان پہچان ہو جانے کے بعد (یعنی دونوں کے تعین میں کوئی ابہام باقی نہ رہ جائے اور یقینی طور پر دونوں کا تعارف اور موجودگی یقین کامل کے درجہ تک پہنچ جائے کہ وہی دونوں ہی حقیقی طور پر موجود ہیں جن کے درمیان یہ عقد انجام پارہا ہے اور کوئی اور نہیں ہے) اسی طرح گواہان کی موجودگی بھی ہو اور گواہان اس عقد کی توثیق بھی کردیں تاکہ یہاں بھی کوئی ابہام باقی نہ رہے اور ان کو بھی یقین کامل ہو۔ ایسے ہی عقد نکاح کے تمام لوازمات کو بھی اس مرحلے پر پورا کیا جائے یہاں تک کہ یہ عقد لازم بن جائے، تو ان شرائط کو پورا کرنے کے بعد اس قول ثانی کے مطابق ان کے ہاں ان جدید ذرائع سے کیے جانے والے عقد کی گنجائش معلوم ہوتی ہے(44)۔

محاکمہ

ایجاب وقبول کے انعقاد کیلئے اتحاد مجلس ضروری ہے لیکن یہ اتحاد دو طرح کا ہو سکتا ہے۔ پہلا اتحاد "اتحاد حقیقی "ہے کہ جس میں متعاقدین جسمانی طور پر اکٹھے ہوں۔ دوسرا اتحاد حکمی ہے۔ جس میں متعاقدین جسمانی طور پر اکٹھے نہیں ہوتے لیکن ان کے ایجاب وقبول کو درست مانا جاتا ہے۔ جیسے رسالۃ اور سفارت کی صورت میں فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ نکاح بواسطہ آلات جدیدہ میں بھی اتحاد حکمی پایا جاتا ہے۔

جہاں تک جہالت کا تعلق ہے کہ اتحاد حکمی والی صورت میں مجیب متعین نہیں ہوتا، یعنی اس کی شخصیت پردہ خفا میں رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قبول کرنے والی جسے مجیب سمجھ رہی ہو وہ کوئی اور ہو، کیونکہ فون کی ایک قسم ایسی بھی ہے کہ

اس پر دونوں ایک دوسروں کو دیکھ نہیں سکتے جس کی وجہ سے اشتباہ کا امکان رہتا ہے تو اس کا جائزہ لینے کیلئے ایک بنیادی مسئلہ کا جائزہ لیا جائے گا۔۔؟ چنانچہ اس اشتباہ کے متعلق اندھے آدمی کے "تحمل شہادۃ" کے متعلق فقہاء کا کلام اور اس میں پایا جانے والا اختلاف موجود ہے۔ کہ شهادةالاعمی "یعنی اندھے شخص کے گواہ بن سکنے یا نہ بن سکنے میں کیا کلام پایا جاتا ہے؟ چنانچہ احناف کے ہاں اندھے کی گواہی دوسرے عقود میں معتبر نہیں، کیونکہ وہ مشہود لہ اور مشہود علیہ کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔ البتہ نکاح کے باب میں اندھے کے گواہ بننے کی احناف اجازت دیتے ہیں۔ جیسے کہ بدائع الصنائع میں ہے۔" وَكَذَا بَصَرُ الشَّاهِدِ لَيْسَ بِشَرْطٍ فَيَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِحُضُورِ الْأَعْمَى "یعنی وہ تحمل شہادۃ کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایک حس کے مفقود ہونے سے وہ تکلیف سے بری نہیں ہوتا۔ اگرچہ احناف اندھے کی گواہی دینے کے قائل نہیں۔ یعنی وہ اداء شہادۃ کا اہل نہیں اسلئے کہ وہ مشہود علیہ کو دیکھ نہیں سکتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ" اداء شهادت "کا اہل نہیں تو "تحمل شهادة" کے اہل ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کے اندر اسی طرح شروط ضروری نہیں جیسے عام فقہی احکامات میں لازمی ہیں، جیسے کہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔ "عُمُومَاتِ النِّكَاحِ مُطْلَقَةٌ عَنْ شَرْطٍ[45]" کہ نکاح کی شروط دوسرے شروط کی طرح نہیں ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے اللہ نے بھی مطلق ذکر کیا ہے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی ترغیب دیتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنے والے کیلئے وعید ذکر کی ہے۔ لہذا ٹیلی فون کے ذریعے ایسا قابل اطمینان ایجاب و قبول والا رابطہ کہ جسے دو گواہ بھی سن لیں، عقد نکاح کیلئے کافی ہے۔ اس گواہی سے جہالت جاتی رہے گی۔ اسی ضمن میں ایک اور بحث بھی پائی جاتی ہے کہ اگر گواہ بنتے وقت ایک آدمی بینا تھا اور بعد میں وہ اندھا ہو جائے تو آیا وہ گواہی دے سکے گا یا نہیں؟ اس بارے میں بھی تفصیل پائی جاتی ہے۔ احناف کے ہاں اس کی اجازت نہیں جیسے کہ آتا ہے۔

> فَإِنْ تَحَمَّلَ الشَّهَادَةَ عَلَى فِعْلٍ، ثُمَّ عَمِيَ، جَازَ أَنْ يَشْهَدَ بِهِ، إذَا عَرَفَ الْمَشْهُودَ عَلَيْهِ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ. وَبِهَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ. وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ أَصْلًا؛ لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ حَاكِمًا--- ، فَإِنْ لَمْ يَعْرِفْ الْمَشْهُودَ عَلَيْهِ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ، لَكِنْ تَيَقَّنَ صَوْتَهُ؛ لِكَثْرَةِ إلْفِهِ لَهُ، صَحَّ أَنْ يَشْهَدَ بِهِ(46)

چنانچہ امام ابو حنیفہ کے ہاں اندھا گواہی نہیں دے سکتا کیونکہ وہ حاکم بننے کا اہل نہیں، لہذا وہ گواہ بننے کا بھی مطلقا اہل نہیں ہے۔ جبکہ امام شافعی فرماتے ہیں اگر اسے مشہود علیہ کا نام و نسب یاد ہو تو گواہی دے سکتا ہے، کیونکہ اس کے ایک عضو کی حس متاثر ہوئی ہے جو اس کے مکلف بننے میں خلل انداز نہیں ہو سکتی جیسے کہ گونگا گواہ بن سکتا ہے ویسے اندھا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر نام و نسب یاد نہ ہو لیکن وہ اس کی آواز پہچان سکتا ہو تو واقفیت کی بناء پر وہ گواہی دے سکتا ہے۔ جبکہ ابو حنیفہ کے ہاں اس کیلئے گواہی دینا درست نہیں، کیونکہ اندھا حاکم نہیں بن سکتا تو اس کی گواہی دینا بھی درست نہیں۔ اگرچہ وہ

تحمل شہادۃ کا اہل ہے۔ یعنی گواہ بننے کیلئے نظر کا ہونا ضروری نہیں البتہ گواہی دینے کیلئے اندھا پن مخل ہے۔ کیونکہ وہ مشہود لہ اور مشہود علیہ کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا۔ اسی طرح فقہاء نے ایک اور مثال بھی ذکر کی ہے۔۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی واقعہ کا گواہ ہو اور اس نے سارا واقعہ اپنے پاس رجسٹر میں لکھ دیا ہو۔ اب کافی عرصہ گزرنے کے بعد اسے عدالت میں گواہی دینے کیلئے بلا لیا جائے اور اسے وہ واقعہ ہو بہو یاد نہیں ہے تو وہ گواہی دے سکتا ہے یا نہیں چنانچہ ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔ ایسا شخص گواہی نہیں دے سکتا کیونکہ اسے کیا پتہ کہ یہ وہی خط ہے؟ اس میں ترمیم اور تبدیلی بھی تو ممکن ہے۔ لہذا جہالت کی بنیاد پر اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ البتہ صاحبین فرماتے ہیں کہ جب اس نے اپنا نام، خط اور مہر دیکھ کر انہیں پہچان لیا تو اس کی گواہی دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ ہر بات انسان کو یاد نہیں رہتی بالخصوص وقت گزرنے کے ساتھ انسان واقعات کو بھول بھی جاتا ہے۔ اگر اتنی کڑی شرائط لگادی جائیں تو گواہی نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے بہت سارے حقوق ضائع ہو جائیں گے ۔ چنانچہ اس پورے واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ عَالِمًا بِالْمَشْهُودِ بِهِ وَقْتَ الْأَدَاءِ، ذَاكِرًا لَهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَعِنْدَهُمَا لَيْسَ بِشَرْطٍ حَتَّى إِنَّهُ لَوْ رَأَى اسْمَهُ وَخَطَّهُ وَخَاتَمَهُ فِي الْكِتَابِ، لَكِنَّهُ لَا يَذْكُرُ الشَّهَادَةَ، لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَشْهَدَ، ----- فَلَوْ شَرَطَ تَذَكُّرَ الْحَادِثَةِ لِأَدَاءِ الشَّهَادَةِ لَانْسَدَّ بَابُ الشَّهَادَةِ فَيُؤَدِّي إِلَى تَضْيِيعِ الْحُقُوقِ"(47)۔

علامہ ابن ہمام نے دونوں اقوال کے درمیان تطبیقی صورت یہ بتلائی ہے کہ اگر وہ رجسٹر جس میں تحریر موجود ہے وہ گواہ کے ذاتی قبضہ میں ہو تو گواہ کو اس پر اعتماد کر کے گواہی دینے کی گنجائش ہے۔ البتہ اگر وہ کسی اور کے پاس ہو تو محض اس پر اعتماد کرتے ہوئے گواہی دینا جائز نہیں کیونکہ ایک خط دوسرے خط کے مشابہہ ہو سکتا ہے[48]۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان مثالوں میں باوجود جہالت پائے جانے کے اندھے کی گواہی بعض علماء کے ہاں معتبر ہے۔ لہذا فون میں بھی اس سے زیادہ جہالت نہیں پائی جاتی۔ اسی طرح نکاح بالکتابۃ یا نکاح بذریعہ قاصد میں بھی تو اتنی جہالت پائی جاتی ہے کہ اصل مجیب کوئی اور ہو اور قاصد کسی اور کا نام لے۔ لیکن اتنی جہالت کو وہاں بھی قابل اعتناء نہیں سمجھا گیا تو فون پر بھی اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

جائز ایجاب وقبول جس میں مجلس حکمی کو کافی قرار دیا جاتا ہے، سے مراد ایسا ٹیلیفونک رابطہ ہے کہ جس میں گواہ دوسری طرف کی بات سن سکتے ہوں۔ یہ بات ہمارے ہاں بھی مسلم ہے کہ جس فون پر صرف جانبین ایک دوسروں کی بات سن سکتے ہیں، اس پر نکاح درست نہیں۔ ہماری بات اس فون کے متعلق ہو رہی ہے جسے بیک وقت دوسرے لوگ بھی سن

سکتے ہوں۔ چنانچہ اس میں شہادت پائی جاسکتی ہے جدید آلات مواصلات کے بارے میں اسلامی فقہ اکیڈمی نے ایک قرارداد منظور کیا ہے۔ "جب دو شخص غائب ہوں اس طور پر کہ نہ ایک دوسروں کو دیکھ سکتے ہوں اور نہ ہی ایک دوسروں کا کلام سن سکتے ہوں، بلک ان کے درمیان رابطے کا ذریعہ کتابت، خط یا سفارت ہو، اور دور جدید کے آلات تار ٹیلکس، فیکس اور کمپیوٹر کے سکرین وغیرہ پر بھی یہ صورت پیش آتی ہے۔ اس صورت میں جب ایجاب دوسری طرف پہنچ جائے اور وہ اسے قبول کرے تو عقد منعقد ہو جائے گا" اسی طرح آگے لکھتے ہیں "جب طرفین کے درمیان معاہدہ ایک ہی وقت میں طے پائے جبکہ وہ دونوں علیحدہ علیحدہ جگہ پر ہوں جیسے ٹیلیفون اور وائرلیس پر دو اشخاص کے درمیان عقد ہو تو اسے دو اشخاص کے درمیان ہونے والے عقد کی طرح سمجھا جائے گا، اور اس صورت میں اصلی احکام نافذ ہوں گے جو فقہاء کے نزدیک طے شدہ ہیں[49]۔ انھوں نے ٹیلیفون پر بات کرنے کو دو حاضر اشخاص کے درمیان بات ہونے کی طرح قرار دینے کے بعد نکاح کا استثناء اس وجہ سے قرار دیا ہے اس میں جانبین کا ایک دوسروں کی بات سن لینا کافی نہیں، بلکہ گواہوں کا سننا بھی ضروری ہے، اور اس میں ایسا نہیں۔۔ لہذا نکاح کے استثناء کی کوئی وجہ نہیں۔ معاصر فتاوی جات میں سے "خیر الفتاوی[50]" اور "فتاوی حقانیہ[51]" کے مطابق ٹیلی فون کی ایسی صورتیں جن میں عاقدین کا ایجاب وقبول گواہ بھی سن لیں۔ اور انہیں کوئی اشتباہ بھی نہ ہو۔ چاہئے عاقدین یا گواہ ایک دوسروں کو دیکھ سکتے ہوں یا نہ دیکھ سکتے ہوں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ فقہاء احناف "النغمة تشبه النغمة" کی بناء پر دوسرے احکامات میں نابینا کی گواہی قبول نہیں کرتے کیونکہ مشہود علیہ کی آواز پہچاننے میں اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے اسلئے کہ اندھا مشہود علیہ کو دیکھ تو نہیں سکتا۔ اسلئے اس کی گواہی معتبر نہیں، جبکہ نکاح بالکتابۃ میں باوجود کئی اشتباہات کے امکان کے نکاح کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔ گویا اس میں غلبہ ظن پر عمل کرتے ہوئے اشتباہ سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس وسعت کی وجہ سے ٹیلی فون پر بھی جب گواہ ایجاب وقبول کو سن لیں۔ یعنی ادنی شروط پائے جائیں تو نکاح کو درست قرار دیا جائے گا۔

ترجیح۔ اگر قاصد کے ذریعے پیغام پہنچانے یا خط کے ذریعے پیغام پہنچانے میں ایجاب وقبول کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ متعاقدین کے درمیان اتحاد مکانی نہیں پایا جاتا۔ اس کے باوجود ایجاب وقبول کو درست سمجھا جاتا ہے۔ مزید غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ متعاقدین کا کلام بھی ایک ساتھ نہیں پیا جاتا کیونکہ اگر دیکھا جائے تو ایجاب کے بعد قبول کے طے پانے میں کافی وقت لگتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں میں اتحاد زمانی کا پایا جانا بھی ضروری نہیں۔ لہذا اتحاد مجلس کی کوئی جامع تعریف ہونی چاہئے، جس سے ہم اس کی تحدید کر سکیں۔ چنانچہ فتاوی ہندیہ کی ایک عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ متعاقدین کے ایجاب وقبول کیلئے اکٹھے ہونا ضروری نہیں بلکہ الگ الگ ہو کر بھی یہ

منعقد ہوسکتا ہے۔ جیسے کہ ایک عبارت ہے۔"رَجُلٌ قَالَ لِقَوْمٍ: اشْهَدُوا أَنِّي تَزَوَّجْتُ هَذِهِ الْمَرْأَةَ الَّتِي فِي هَذَا الْبَيْتِ فَقَالَتْ الْمَرْأَةُ: قَبِلْتُ فَسَمِعَ الشُّهُودُ مَقَالَتَهَا وَلَمْ يَرَوْا شَخْصَهَا فَإِنْ كَانَتْ فِي الْبَيْتِ وَحْدَهَا جَازَ النِّكَاحُ، وَإِنْ كَانَتْ فِي الْبَيْتِ مَعَهَا أُخْرَى لَا يَجُوزُ(52)"اگر کسی شخص نے کہا۔اے لوگو تم گواہ رہو کہ میں نے اس گھر میں موجود اس عورت کے ساتھ شادی کرلی ہے۔تو عورت نے گھر کے اندر سے کہا میں نے قبول کر لیا ہے اور گواہوں نے اس کا کلام بھی سن لیا لیکن عورت کو دیکھا نہیں تو ایجاب وقبول ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد ہو جائے گا بشرطیکہ وہ عورت اس گھر میں اکیلی ہو۔اگر کوئی اور عورت بھی ہو تو جائز نہیں، کیونکہ اس میں اشتباہ پیدا ہو گا کہ آیا یہ کس عورت نے قبول کیا ہے؟ چنانچہ فقہاء کے بیان کردہ اس جزئی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اتحاد مجلس کیلئے مکان کی تحدید لازمی نہیں اور نہ ہی متعاقدین کا ایک دوسروں کو دیکھنا ضروری ہے۔ بلکہ اصل چیز قابل اطمینان رابطہ ہے کہ فریقین کو یقینی طور پر ایک دوسروں کی بات کے متعلق پتہ چلے اور وہ مطمئن ہو جائیں۔پس اس جزئی سے اتحاد مجلس کی تعریف بھی بآسانی معلوم کی جاسکتی ہے کہ اس سے مراد اتحاد اقوال ہے۔زمان اور مکان کی شرط ضروری نہیں۔اسی طرح جانبین کا ایک دوسروں کے بارے میں یقین کرلینا کافی ہے،اور اتنی بات ضروری ہے کہ وہ مجہول نہ ہو،اور یہ جہالت دور کرنے کی مختلف صورتیں ہیں۔اگر گواہوں کو پتہ ہو کہ فلاں لڑکی بابت بات چل رہی ہے اور اس میں کوئی شبہہ نہ ہو تو سرے سے ان کا نام لینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔اگر اس سے پہچان نہ ہوسکتی ہو تو گواہوں کے سامنے،نام لے لیا جائے۔اگر اس سے بھی جہالت دور نہ ہو تو والد کا نام لینا ضروری ہے۔ایک دوسروں کو دیکھنا ضروری نہیں ہے۔اب فون پر بات ہونے ہونے کی صورت میں لڑکی کا سامنے آنا کوئی ضروری نہیں،بلکہ اس کی تعیین ہو جائے تو یہ جہالت دور ہو جائے گی۔جہاں تک آواز میں مشابہت کی بات کا تعلق ہے۔تو اس کا حل یہ ہے کہ اگر گواہ فون پر بات کرنے والے ک آواز اچھی طرح پہچانتے ہوں۔اور قرائن قویہ سے معلوم ہو جائے کہ اسی لڑکی کی آواز ہے تو یہ اشتباہ جاتا رہے گا۔کیونکہ جس طرح "النغمة تشبہ النغمة" ہے اسی طرح "الخط تشبہ الخط" بھی ایک قاعدہ ہے۔اس کے اندر یہ اشتباہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجیب کے علاوہ کسی اور نے اس کے نام سے خط لکھا ہو۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ قاصد کسی دوسری لڑکی کو وہ خط پیش کرے۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء کرام نے غالب گمان کو بنیاد بنا کر نکاح بالکتابہ کی اجازت دی ہے۔اور عقد کو صحیح قرار دیا ہے۔ تو فون پر بھی غلبہ ءظن کی بنیاد پر نکاح کو درست قرار دیا جائے گا اور اسی نکاح بالکتابۃ کی بنیاد پر ٹیکسٹ میسیج کو بھی درست قرار دیا جائے گا۔واللہ اعلم۔

مانعین کی رائے کی توجیہہ

جن فقہاء نے ایجاب وقبول کیلئے اتحاد مجلس کو لازمی قرار دیا ہے،اس کا مطلب کیا ہے؟ سو اس بارے میں اگر دیکھا جائے تو فقہاء کرام نے مختلف عقود، جیسے بیع وشراء،اور توکیل نکاح یا تفویض طلاق میں جہاں اتحاد مجلس کی جو شرط

لگائی ہے، ان سب عبارات کو مجموعی طور پر سامنے رکھا جائے تو یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ "اتحاد مجلس" سے مراد اتحاد مکانی نہیں، جیسے کہ بظاہر نظر آتا اور معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد ایجاب و قبول کا آپس میں متصل اور مربوط ہونا ہے اس طور پر کہ ایجاب کے بعد کوئی ایسی چیز یا حرکت نہ پائی جائے کہ اسے اعراض قرار دیا جاسکے۔ اسی لئے عبارات فقہیہ میں اعراض کی مثال یہ دی جاتی ہے اگر ایجاب کے بعد دوسرا شخص کھانے، پینے یا دوسرے کام میں مشغول ہو جائے تو اس سے اتحاد مجلس ختم ہو جائے گا جیسے کہ فتاوی ہندیہ میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ:

"أَنْ يَكُونَ الْإِيجَابُ وَالْقَبُولُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ حَتَّى لَوْ اخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ بِأَنْ كَانَا حَاضِرَيْنِ فَأَوْجَبَ أَحَدُهُمَا فَقَامَ الْآخَرُ عَنْ الْمَجْلِسِ قَبْلَ الْقَبُولِ أَوْ اشْتَغَلَ بِعَمَلٍ يُوجِبُ اخْتِلَافَ الْمَجْلِسِ لَا يَنْعَقِدُ " (53)

اس کا اثر یہ ہو گا کہ ایک ہی مکان میں ہونے کے باوجود اس کے بعد کئے ہوئے قبول کا اعتبار نہ ہو گا۔

اس کے برعکس اگر مکان بدل بھی جائے لیکن بیچ میں کوئی اعراض کا عمل نہ پایا جائے تو اس قبول کا اعتبار کیا جائے گا۔ جیسے کہ متعاقدین میں سے ایک سواری پر ہو اور دوسرا اس سے ایجاب کرے، اور اس کے قبول کرنے سے پہلے سواری بدک کر دور نکل جائے تو اس سے اتحاد مجلس برقرار رہے گی۔ ابن عابدین، شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "قَالَ الرَّحْمَتِيُّ وَيَنْبَغِي أَنَّ الدَّابَّةَ لَوْ جَمَحَتْ وَعَجَزَتْ عَنْ رَدِّهَا أَنْ تَكُونَ كَالسَّفِينَةِ لِأَنَّ فِعْلَهَا حِينَئِذٍ لَا يُنْسَبُ إلَى الرَّاكِبِ كَمَا يَأْتِي فِي الْجِنَايَاتِ(54)"۔ یعنی ایجاب و قبول کے درمیان اختلاف مکان کے باوجود، کوئی ایسا کام نہ پایا جائے جو دلیل اعراض ہو، تو دوسری جگہ کچھ دیر بعد کیا ہوا قبول بھی معتبر سمجھا جائے گا۔ اب سواری کے بدکنے میں سوار کا اپنا کوئی عمل دخل نہیں، لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے ایجاب کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قبول سے اعراض کیا ہے۔ بلکہ اس کی بجائے یہ کہا جائے گا کہ اس شخص سے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں، جو دلیل اعراض ہو۔ جب دلیل اعراض موجود نہیں تو اس کے قبول کا بھی اعتبار ہو گا۔

ایک اشکال کا جواب

ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے " فَلَوْ عَقَدَا وَهُمَا يَمْشِيَانِ أَوْ يَسِيرَانِ عَلَى الدَّابَّةِ لَا يَجُوزُ[55]" کہ جب دو آدمی چلتے ہوئے یا سواری پر جاتے ہوئے عقد کر لیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ دونوں میں اتحاد مجلس کے نہ ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ اس کا مطلب بظاہر ایسا نہیں جیسے سمجھا جا رہا ہے۔ کیونکہ اس سے مراد خود آدمی کا چلنا یا ایسی سواری پر جانا جسے خود یہ شخص چلا رہا ہو، خود اس شخص کا فعل ہے تو ایجاب کے بعد جب وہ اتنی دور چلا جائے (پیدل یا سواری پر) کہ اسے ایجاب سے اعراض کہا جاسکے تو اس کے بعد جو قبول کرے گا

، معتبر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ جگہ ایک نہیں رہی، بلکہ وجہ یہ ہے کہ ایسا عمل پایا گیا جو اعراض اور روگردانی کی دلیل ہے۔ اسی وجہ سے پیدل چلنے، سواری پر چلنے یا کشتی میں سفر کرنے کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔ کیونکہ کشتی میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھنا متعاقدین کے اختیار میں نہیں۔ لہذا اگر ایک نے ایجاب کیا اور دوسرے نے کافی دیر بعد بھی قبول کیا تو یہ معتبر ہے۔ کیونکہ اس دوران قبول کرنے والے کی طرف سے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوا کہ اسے دلیل اعراض کہا جاسکے۔ البتہ پیدل چلتے ہوئے یا سواری کو چلاتے ہوئے ایجاب کے فورا بعد قبول نہ کرنے اور آگے بڑھنے کے بعد قبول کرنے سے نکاح منعقد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیچ میں اس نے ایک ایسا کام کیا ہے جو اعراض کی علامت ہے۔ لہذا اس کے بعد قبول کا اعتبار نہ ہو گا۔ اس تفصیل سے پتہ چلا کہ انعقاد نکاح کیلئے اصل شرط ایجاب و قبول میں حقیقی اتصال ہے، لیکن ہر جگہ اس کی تعیین میں مشکل پیش آتی ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام نے وحدت مجلس کو حقیقی اتصال کے قائم مقام قرار دیا ہے جس سے مذکورہ حرج دور ہو گیا ہے۔ چنانچہ جہاں اصل علت یعنی اتصال پایا جائے اگرچہ جگہ ایک نہ بھی ہو، تو اسے ایک ہی مجلس سمجھا جائے گا۔ جیسے کہ خط و کتابت یا قاصد کے ذریعے نکاح کی صحت کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان میں ایجاب و قبول میں اتصال پایا جاتا ہے اگرچہ دونوں میں بعد مکانی اور زمانی پایا جاتا ہے۔ یہاں ایک سوال اور پایا جاسکتا ہے کہ خط و کتابت یا فون کے ذریعے جب قاصد مجیب کا پیغام پہنچاتا یا پڑھ کر سناتا ہے تو یہ گزشتہ ایجاب کا تسلسل سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس کے اندر دوسری مجلس تک طول پانے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ لیکن فون پر تو بات کرتے ہی وہ الفاظ ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہیں ان میں اتنی وسعت تو نہیں کہ اسے دوسری محفل تک پھیلایا جاسکے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر معروضی حقائق کو دیکھا جائے تو فون پر آواز ایک جگہ سے دوسری جگہ ایسی پہنچتی ہے کہ ایجاب کا لفظ سنتے ہی قبول کرنا ممکن ہوتا ہے، چنانچہ دونوں کے درمیان اتصال زمانی پایا گیا۔ لہذا اتصال حقیقی پائے جانے سے اسے اتحاد مجلس قرار دیا جائے گا۔

خلاصہ

* جمہور علماء معاصرین کے نزدیک ٹیلی فون اور جدید آلات مواصلات پر نکاح منعقد نہیں ہوتا، کیونکہ ان میں اتحاد مجلس حقیقی (زمان و مکان) کی شرط مفقود ہے جو نکاح میں ضروری ہے۔ البتہ بعض علماء کرام کے ہاں بشرط عدم تلبیس و خداع ضرورت شدیدہ کے وقت نکاح کی گنجائش ہے۔
* اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ اور انڈیا کے ہاں جدید آلات مواصلات کے ذریعے عقود بیع (سلم اور صرف کے علاوہ) منعقد ہوتے ہیں البتہ نکاح کسی بھی صورت منعقد نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں دھوکہ وغیرہ کا امکان قوی ہے۔ اور

نکاح مقاصد شریعہ میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اس باب کو کھول کر اہل ہوس وہواء کو مذاق اڑانے کا موقع نہیں ملنا چاہیئے۔

* جدید آلات مواصلات (ٹیلی فون) جس کے ذریعے عاقدین صرف ایک دوسروں کی آواز فوری سن سکتے ہیں، لیکن گواہ ان کے ایجاب وقبول کو نہیں سن سکتے تو نکاح منعقد نہیں ہو سکتا، کیونکہ گواہوں کا سننا ضروری ہے۔
* اگر ایسے آلات مواصلات ہوں، جن کے ذریعے عاقدین ایک دوسروں کی آواز کے ساتھ ساتھ شکل وصورت بھی دیکھ سکتے ہوں اور ان کا ایجاب وقبول دو گواہ بھی سن لیں، لیکن گواہوں کو آواز پہچاننے میں اشتباہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔
* اگر ایسے آلات مواصلات ہوں، جن کے ذریعے عاقدین ایک دوسروں کی آواز سن سکیں، گواہ بھی ان کے ایجاب وقبول کو سن سکیں۔ اور ان کو کوئی اشتباہ بھی نہ ہو تو اس صورت میں نکاح کی گنجائش موجود ہے
* اگر ایسے آلات مواصلات ہوں، جن کے ذریعے عاقدین ایک دوسروں کی آواز سن سکیں، گواہ بھی ان کے ایجاب وقبول کو سن سکیں۔ اور ان کو کوئی اشتباہ بھی نہ ہو اور عاقدین ایک دوسروں کو دیکھ بھی لیں تو اس صورت میں بھی گنجائش ہے۔
* انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح کو معمول نہ بنایا جائے بلکہ اس کا استعمال محدود پیمانے پر ضرورت کے تحت کیا جائے۔ اس کا جواز صرف ان لوگوں کیلئے ہو جو جسمانی طور پر آپس میں نہ مل سکتے ہوں اور کسی کو اپنا وکیل بھی نہ بنا سکتے ہوں۔
* جمہور علماء کرام کی رائے راجح اور احوط معلوم ہوتی ہے کہ نکاح بطریق وکالت انجام پائے کیونکہ یہ شک وشبہہ سے بالاتر ہے۔

حوالہ جات

1 الزَّبيدي ، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض ،تاج العروس من جواهر القاموس، دار الهداية، ج15،ص506-507

2 الإفريقى، ابن منظور، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ،لسان العرب، دار صادر بيروت، الطبعة: الثالثة - 1414 هـ ج6،ص39

3 الحموي، أبو العباس، أحمد بن محمد بن علي الفيومي، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، الناشر: المكتبة العلمية – بيروت، ج1،ص105

4 المجادلة-11
5 محمد شفیع،مفتي اعظم پاکستان،ادارة المعارف،طبع جدید محرم الحرام 1425ھ 2004ء ،ج8،ص339
6 الانعام- 68
7 سيد قطب إبراهيم حسين الشاربي ،في ظلال القرآن، الناشر: دار الشروق - بيروت- القاهرة، الطبعة: السابعة عشر، 1412 هـ ج2،ص1126
8 مسلم بن الحجاج ،أبو الحسن ،القشيري النيسابوري، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، دار إحياء التراث العربي – بيروت،ج3،ص1675
9 أبو داود ،سنن أبي داود، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م،ج7،ص194
10 معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي ،الجامع ، المجلس العلمي بباكستان، وتوزيع المكتب الإسلامي ببيروت، الطبعة: الثانية، 1403 هـ،ج11،ص14
11 الهيثمي ، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان، موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، دار الثقافة العربية، دمشق، الطبعة: الأولى، 1411 - 1412 هـ = 1990 م -1992 م،ج5،ص 461
12 محمد بن الحسن ، أبو عبد الله، الشيباني الأصل المعروف بالمبسوط، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية – كراتشي ج3،ص237
13 القرافي، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي، الذخيرة، دار الغرب الإسلامي- بيروت، الطبعة: الأولى، 1994 م،ج5،ص20
14 النووي ، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف، روضة الطالبين وعمدة المفتين، المكتب الإسلامي، بيروت- دمشق- عمان، الطبعة: الثالثة، 1412هـ / 1991م،ج3،ص434
15 ابن حنبل ،أحمد بن محمد أبو عبد الله ،مسائل الإمام أحمد بن حنبل رواية ابن أبي الفضل صالح، الدار العلمية – الهند،ج2،ص254
16 يوسف بن موسى بن محمد، أبو المحاسن جمال الدين المَلَطي الحنفي ،المعتصر من المختصر من مشكل الآثار، عالم الكتب – بيروت،ج1،ص357، ج2،ص280
17 العينى، بدر الدين ، البناية شرح الهداية، دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 2000 م ج2،ص672
18 الشيباني ،أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد ،مسند الإمام أحمد بن حنبل، الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، 1416 هـ 1995 م،ج4،ص307
19 الخطابي ،أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب، معالم السنن، المطبعة العلمية – حلب الطبعة: الأولى 1351 هـ - 1932 م،ج3،ص119
20 حواله بالہ-ص121
21 العسقلاني ، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل الشافعي، فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار المعرفة - بيروت، 1379،ج4،ص335
22 السرخسي ،محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة ،المبسوط، دار المعرفة – بيروت،1414هـ1993م،ج16،ص77
23 الكاساني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي ،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406هـ 1986م،ج1،ص125
24 صالح بن غانم بن عبد الله بن سليمان بن علي السدلان، رسالة في الفقه الميسر، وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1425هـ،ج1،ص 121
25 الجرجاني،علي بن محمد بن علي ،الزين الشريف ،كتاب التعريفات، دار الكتب العلمية بيروت –لبنان، الطبعة: الأولى 1403هـ1983م ج1،ص 246

26 الزُّحَيْلِيّ، وَهْبَة بن مصطفى ،، أستاذ ورئيس قسم الفقه الإسلاميّ وأصوله بجامعة دمشق - كلّيَّة الشَّريعة، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، دار الفكر - سوريَّة – دمشق، الطبعة: الرَّابعة، ج9، ص6521
27 الشامی، ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر-بيروت، الطبعة: الثانية، 1412ھ1992م، ج3، ص14
28 البلخي ، لجنة علماء برئاسة نظام الدين ،الفتاوى الهندية، دار الفكر، الطبعة: الثانية، 1310 ھ، ج1، ص269
29 Oxford dictionary of English, page no.1127
30 Retrieved on 11 march 2019 http://www.youtube.com/watch?v=EPM_ba3G11w
31 الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان، موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، دار الثقافة العربية، دمشق، الطبعة: الأولى، 1411 - 1412 ھ، ج4، ص 171
32 الموسوعة الفقهية الكويتية؛ وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية لدولة الكويت- رابط الموضوع
:Retrieved on 11 -2019 https://www.alukah.net/sharia/0/96725/#ixzz5lEXR8StY april
33 النووي ،أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف ، المجموع شرح المهذب ، دار الفكر، ج9، ص181
34 الكاساني ، علاء الدين، ، ،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406ھ1986م، ج2، ص231
35 ابن الهمام ، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ،فتح القدير، دار الفكر، ج3، ص192
36 ابن نجيم ،المصري، زين الدين بن إبراهيم بن محمد ،البحر الرائق شرح كنز الدقائق، دار الكتاب الإسلامي- الطبعة: الثانية، ج3، ص89
37 الشامی، ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر-بيروت، الطبعة: الثانية، 1412ھ 1992م، ج3، ص14
38 برهان الدين ، أبو الحسن ، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ، دار احياء التراث العربي بيروت – لبنان، ج3، ص119
39 المظهري، محمد ثناء الله ،التفسير المظهري، مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: 1412 ھ، ج1، ص430
40 الفتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء(18/91) (206)
41 الشامی، ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر-بيروت، الطبعة: الثانية، 1412ھ1992م ، ج3، ص22
42 تیرھواں فقہی سیمینار (کٹولی، لکھنو) بتاریخ 18-21 محرم 1422ھ بمطابق 13-16 اپریل 2001ء
43 Retrieved on 18th September 2019http://alrashedoon.com/?p=748
44 Retrieved on 18th September2019https://www.youtube.com/watch?v=eHg1jeezdAw
45 الكاساني ، علاء الدين ،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406، 1986م، ج2، ص255
46 ابن قدامة ، محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي ،المغني لابن قدامة، مكتبة القاهرة-ج10، ص-171
47 الكاساني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي ،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406ھ1986م، ج6، ص273
48 ابن الهمام ،كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ،فتح القدير، دار الفكر، ج7، ص387
49 قراردادیں اور سفارشات، ص135-136
50 خیر الفتاوی، مکتبہ امدادیہ، فیصل آباد، پاکستان، ج 4، ص371

51 فتاوی حقانیہ، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ج4، ص312

52 لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي ،الفتاوى الهندية، دار الفكر، الطبعة: الثانية، 1310 هـ،ج1،ص 269

53 ابن نجيم ،المصري، زين الدين بن إبراهيم بن محمد ،البحر الرائق شرح كنز الدقائق، دار الكتاب الإسلامي- الطبعة: الثانية،ج3،ص89

54 الشامی، ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر-بيروت، الطبعة: الثانية،1412ھ1992م ،ج3،ص319

55 ابن الهمام ، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ،فتح القدير، دار الفكر،ج3،ص192